74987 ـ کیا فیکٹری کی مشینری پر زکاۃ واجب ہوتی ہے ؟

سوال

کیا فیکٹریوں کی مشینری پر زکاۃ واجب ہوتی ہے ، یہ معلوم ہونے کے باوجود کہ اس کی قیمت بہت زیادہ ہو سکتی ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

فیکٹریوں اور کمپنیوں کی چھوٹی بڑی مشینری اور اس کی سامان یا ملازمین کی نقل و حمل میں استعمال ہونے والی گاڑیوں میں زکاۃ نہیں ہے.

پہلے علماء کرام نے بیان کیا ہے کہ کاریگروں کے آلات، مثلا بڑھئی، اور معمار اور لوہار وغیرہ کے آلات میں زکاۃ نہیں ہے.

کاسانی رحمہ اللہ تعالی نے " بدائع الصنائع " میں کہتے ہیں:

" کاریگر کے آلات اور برتن اور تجارتی سامان (بادانہ) یہ تجارت کا مال نہیں ہو گا، کیونکہ عام طور پر یہ اشیاء تجارتی سامان کے ساتھ فروخت نہیں ہوتیں " انتہی

دیکھیں: بدائع الصنائع (3 / 398).

اور کشاف القناع میں ہے:

صنعتی آلات اور تجارت کے سامان اور عطار اور تیل فروخت کرنے والے کی بوتلوں میں زکاۃ نہیں، اسی طرح شہد اور گھی والی بوتلوں میں بھی، لیکن اگر یہ بوتلیں اور اس میں جو کچھ ہو وہ سب فروخت کرنے کے لیے ہوں تو پھر ان سب اشیاء کی زکاۃ دی جائیگی کیونکہ یہ تجارتی مال ہے، اور اسی طرح جانوروں کے آلات اگر یہ حفاظت کے لیے ہوں تو اس میں زکاۃ نہیں، کیونکہ یہ زخیرہ کے لیے ہے، اور اگر وہ انہیں اس کے ساتھ فروخت کرتا اور قیمت لیتا ہو تو یہ تجارت کا مال ہے، اس کی زکاۃ دے گا"

دیکھیں: کشاف القناع (2 / 168).

اور ان آلات اور مشینری کا ضخیم ہونا اور حجم کی زیادتی اور کی کثرت اس کے حکم میں کوئی تبدیلی نہیں لاتی، بلکہ یہ اپنے اصل پر باقی رہے گا، اور احکام شریعت اپنے پہلے اصول پر رہیں گے جب وہ وہی ہوں، لہذا ہوائی جہازوں اور گاڑیوں ساتھ لمبی لمبی مسافات طے سفر کی رخصت اور احکام میں کچھ تبدیلی نہیں لائینگے ....

اور اسی طرح چاہے صعنتی آلات میں تغیر و تبدل ہو چکا ہے، یہ اس کے حکم میں کوئی تبدیلی نہیں لائیگا"

یہ قول شیخ عبد اللہ البسام کا ہے، بتصرف : دیکھیں: مجلة المجمع الفقهى (4 / 722).

شیخ ابن باز رحمہ اللہ تعالی سے سوال کیا گیا:

ان ایام میں جو جدید کام شروع ہو چکے ہیں، زراعتی فارم، اور ڈیری فارم، اور حیوانات کے فارم، اور اسی طرح جائداد کے بڑے بڑے منصوبے مثلا عمارتیں، تو کیا ان اشیاء پر زکاۃ ہے، اور یہ زکاۃ کیسے نکالی جائے گی؟

تو شیخ رحمہ اللہ تعالی کا جواب تھا:

" جب یہ منصوبہ جات خرید و فروخت کے لیے ہوں اور منافع کے حصول کے لیے قائم کیے جائیں تو ان منصوبوں کا مالك ہر سال اس کی زکاۃ ادا کرے گا، جب اس نے یہ منصوبہ جات فروخت کے لیے قائم کیے ہیں، چاہے یہ مال عمارتی اور بلڈنگ کی شکل میں ہو یا پھر زمین اور دوکانوں یا پھر جانور و حیوانات کے فارم کی شکل میں ہوں، تو مالك اس کی قیمت کا حساب لگا کر ہر سال اس کی زکاۃ ادا کرے گا.

لیکن وہ مشینری اور آلات جو فروخت کے لیے نہ ہوں ان میں زکاۃ نہیں ہے، اور جس زمین پر فارم قائم ہو بلکہ مالك نے وہ زمین صرف جانور وغیرہ کو پالنے کے فارم کے تیار کی ہے اور وہ زمین فروخت کے لیے نہیں تو اس کی زکاۃ نہیں ہو گی، اور اسی طرح لوہار اور بڑھئی کے استعمال ہونے والے آلات میں بھی کوئی زکاۃ نہیں، مثلا آرا اور کلہاڑی وغیرہ بلکہ زکاۃ تو ان آلات میں ہو گی جو فروخت کرنے کے لیے ہو۔ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے ۔ اور وہ بھی اس وقت جب اس پر سال گزر ہو جائے تو اس کی قیمت لگا کر زکاۃ ادا کرے گا، جیسا کہ فروخت کے لیے گاڑی اور زمین پر زکاۃ ہے. انتہی

دیکھیں: مجموع فتاوی ابن باز (14 / 184).

مستقل فتوی کمیٹی سے مندرجہ ذیل سوال کیا گیا:

ہماری کمپنی میں استعمال کمپنی کے لیے گاڑیاں اور مکسچر آلات وغیرہ ہیں کیا ان پر زکاۃ ہو گی ؟

کمیٹی کا جواب تھا:

" اگر تو یہ گاڑیاں اور آلات اجرت پر دیے جاتے ہیں تو نصاب تك پہنچنے اور سال مکمل ہونے کے بعد اجرت پر زکاۃ ہو گی، اور اگر کمپنی کا مالك ٹھیکے لیکر ان آلات اور گاڑیوں کو ان ٹھیکوں کو مکمل کرنے میں استعمال کرتا ہے تو پھر وہ اس کے عوض میں حاصل ہونے والی آمدنی پر سال گزرنے کے بعد زکاۃ ادا کرے گا، لیکن نہ تو ان آلات میں اور نہ ہی ان کی قیمت میں زکاۃ ہے، کیونکہ یہ فروخت کرنے کے لیے نہیں، بلکہ یہ تو استعمال کے لیے ہیں" انتہی

دیکھیں: فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء (9 / 345).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

" انسان اپنے پاس جو برتن، بستر اور بچھونے، اور آلات، گاڑیاں، اور جائداد وغیرہ جمع کر کے رکھتا چاہے اس نے یہ سب کچھ اجرت پر دینے کے لیے جمع کیا ہو اس پر زکاۃ نہیں، چاہے کسی انسان کے پاس ملین کے حساب سے جائداد ہو لیکن وہ اس کی تجارت نہ کرتا ہو۔ یعنی وہ اسے فروخت نہ کرتا ہو اور اس کے بدلے تجارت نہ کرے۔
لیکن اس نے یہ کسی موقع پر فائدہ حاصل کرنے کے لیے رکھے ہیں تو چاہے جتنی زیادہ ہو جائے اس میں زکاۃ نہیں، بلکہ اس سے حاصل ہونے والی اجرت یا نمو پر زکاۃ ہو گی، اور وہ بھی اس وقت جب اس کے معاہدے کو سال مکمل ہو جائے، اگر سال مکمل نہ ہو تو اس پر زکاۃ نہیں، کیونکہ ان اشیاء میں اصل تو بری الذمہ ہے، حتی کہ اس کے وجوب میں کوئی دلیل پائی جائے.

بلکہ اس پر زکاۃ نہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" مسلمان کے غلام، اور اس کے گھوڑے میں اس پر زکاۃ نہیں "

تو یہ پر دلالت کرتی ہے کہ انسان وہ مال جو زکاۃ والا نہیں اس میں سے جس چیز کو اپنے استعمال کے لیے خاص کر لے اس پر زکاۃ نہیں، اور جائداد وغیرہ میں سے انسان نے جو کچھ اپنے نفع کے لیے خاص کر لیا ہو بلاشك انسان نے وہ اپنے لیے رکھے ہیں نہ کہ کسی دوسرے کے لیے، کیونکہ وہ اسے فروخت نہیں کرنا چاہتا بلکہ وہ اسے نمو اور زیادتی اور فائدہ کے لیے رکھتا ہے. انتہی

دیکھیں: مجموع فتاوى ابن عثیمین (18 / 254).

واللہ اعلم .